گارنٹی نہیں کہ لڑکی اس کو ایسا کرنے دے - ہوسکتا ہے لڑکی یہ بات پسند نہ کرے - یہاں پر ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دو فطرتیں آپس میں متصادم ہیں- ہوسکتا ہے لڑکا شرم و حیاء کا پاس رکھے اور یہ کام نہ کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ یہ کام کردے' لڑکی کی مرضی سے یا پھر زبردستی ـــــ اگر وہ یہ کام نہیں کرے تو کب تک شرم و حیاء کا پاس رکھ کر اپنی جنسی بھوک پر صبر کرتا رہے' کب تک وہ اپنی فطرت سے مقابلہ کرے گا' جنس تو ایک ٹھوس حقیقت اور ضرورت ہے - پھر یہ بات بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہے کہ مرد تو ایسا کرسکتا ہے لیکن جب ایک عورت میں یہ خواہش پیدا ہو گی تو وہ کیا کرے اس میں تو شرم اور حیاء بھی فطری طورپر مرد سے زیادہ ہے - آخر اس ضرورت کو پورا کرنے کا کیا حل ہوسکتا ہے - اگر ہم بھی جانوروں کی طرح آزاد شہوت رانی کرنے لگیں تو کیا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟ ہر گز نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے ایک عورت کی اولاد پیدا ہو گی اور یہ پتا لگانا مشکل ہو گا کہ کس بچہ کا کونسا باپ ہے' کون اس کی کفالت کرے گا - جو بچے پیدا ہوں گے ان کی بھی کچھ فطری ضروریات ہوں گی' مثلاً کھانا' کپڑے' رہائش وغیرہ - وہ کون پوری کرے گا؟ ان کو ممتا کی اور باپ کی شفقت کی ضرورت ہو گی اور پیار و محبت کی ضرورت بھی محسوس ہو گی - کیونکہ یہ بھی تو انسانی فطرت کے بنیادی تقاضے ہیں- محض ایک فطری تقاضہ پورا کرنے کی وجہ سے کئی دوسرے مسائل پیدا ہو جائیں گے اور دوسرے افراد کی فطری ضرورتوں کا پورا ہونا مشکل ہو جائے گا - اب اگر کوئی اس کا یہ حل پیش کرے کہ جنسی ضرورت کو پورا ہی نہ کیا جائے تو یہ تو ناممکن ہے -

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ کیسے حل کیا جائے کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے' کسی کے ساتھ غیر فطری سلوک نہ ہو' جو نئی نسل پیدا ہو اس کی کفالت کا صحیح انتظام ہو' کسی کی ماں بہن کے ساتھ زبردستی نہ ہو' شرم وحیا جو تقاضہ کر رہی ہے وہ بھی پورا ہو جائے - اور سب سے بڑی بات یہ کہ جنسی تقاضہ بھی وقتاً فوقتاً پورا ہوتا رہے - ان ساری باتوں کے ہوتے ہوئے جو سب سے بہترین حل ہے وہ کیا ہو گا-؟

اب اگر ہم **neutral** اور حقیقت پسند ہو کر سوچیں تو ہم پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو ان سارے مسائل کا سب سے بہترین حل پیش کرتا ہے - اسلام ہی وہ مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہمیں زندگی گزارنے کے بہترین حل بتاتا ہے - اس لئے ہم بلا جھجھک کہہ سکتے ہیں کہ اسلام بے شک دین فطرت ہے - یہ ہماری تمام فطری ضرورتوں اور مصلحتوں کو صحیح طور پر پورا کرتا ہے - بحیثیت مسلمان ہم یہ جانتے ہیں کہ بھوک کے وقت کھانا کھانا بھی عبادت ہے اور "نکاح" کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے-

عقل کیا ہے؟

اوپر کی بحث سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ اسلام ہی وہ دینِ فطرت ہے جسے خدا نے انسانوں کے لئے پسند فرمایا - اس دین کو سمجھنے کے لئے حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کے لئے' زندگی کی حقیقت کو جاننے کے لئے اور ہدایت تک رسائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل جیسی نعمت عطاء فرمائی- بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر نازل کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام ان کے پاس تین چیزیں لے کر نازل ہوئے (۱) دین (۲) عقل (۳) حسن اخلاق- اور آپ

سے فرمایا کہ ان میں کسی ایک چیز کا انتخاب کرو تو حضرت آدم علیہ السلام نے عقل کا انتخاب کیا۔ اور باقی دو کو فرمایا تم اوپر (آسمان کی طرف) چلی جائو' انہوں نے عرض کیا ہم نہیں جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم میری نافرماتی کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کی نا فرمانی نہیں کررہے۔ بلکہ ہمیں حکم ملا ہے کہ جہاں عقل ہو ہم بھی اس کے ساتھ رہیں۔(ص ۴۱' ذم الھویٰ)

علامہ ابن جوزیؒ عقل کے متعلق فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ انسان پر عقل بڑی نعمت ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی کے وسیلہ سے رسولوں کی تصدیق نصیب ہوتی ہے۔ لیکن جو تعلق بندے اور رب کے درمیان ہے جب عقل سے اس کا کام پورا نہ ہو سکا تو رسول بھیجے گئے اور کتابیں اتاری گئیں تو عقل کی مثال آنکھ ہے اور شرع کی مثال آفتاب ہے۔ پس آنکھ کھلنے پر جب ہی آفتاب دیکھے گی درست ہو ورنہ نہیں۔ اور جب عقل کے نزدیک انبیاء کے دلائل' معجزات سے یہ ثابت ہوا کہ جو کچھ انبیاء فرماتے ہیں۔ یہ اقوال سچ ہیں۔ تو عقل نے ان کا کہنا بسرو چشم قبول کیا اور پوشیدہ امور میں ان کے کہنے پر اعتماد کیا۔"(ص ۲۔ تلبیس ابلیس) آگے فرماتے ہیں کہ " جب اللہ تعالیٰ نے عالم انسانی پر عقل کا انعام کیا تو پہلے پہل ان کے باپ آدم علیہ السلام کی پیغمبری سے شروع کیا۔ پس آدم علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ کی وحی سے تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ سب انسان ٹھیک راہ پر جمع تھے یہاں تک کے قابیل نے اپنی خواہش نفس کی پیروی میں جدا ہو کر اپنے بھائی ھابیل کو قتل کیا ۔(تب سے اختلاف شروع ہوا) پھر تو لوگ مختلف خواہشوں کی پیروی

میں جدا جدا شاخیں ہو کر مختلف گمراہیوں کے بیابانوں میں بھٹکنے لگے - یہاں تک نوبت پہنچی کہ بت پوجنے لگے اور طرح طرح کے عقیدے و افعال ایسے نکالتے کہ رسول اللہ کے ارشاد سے اور عقل کی ہدایت سے مخالف تھے -"(ص ۳' تلبیس ابلیس)

یعنی اگر عقل سے کام لیتے اور اپنی خواہشات نفسانی کی اندھا دھند تقلید نہ کرتے تو دین فطرت یعنی اسلام سے دور نہ ہوتے -

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ ان پر گندگی ڈال دیتا ہے -"(سورہ یونس آیت ۱۰۰)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ انسان کی حقیقی کامیابی اس میں پوشیدہ ہے کہ اس کی خواہش نفس اور ہوس عقل کے تابع ہو' اور نفس حیوانی روح انسانی کی اطاعت کرے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ "عقل ایک فطری چیز ہے -" علامہ محاسبیؒ سے بھی اس طرح کی ایک روایت منقول ہے (ص ۳۹۔ذم الھویٰ)

اس کے متعلق تحقیقی بات یہ ہے کہ " عقل ایک فطری چیز ہے گویا کہ ایک نور ہے جو دل میں اتارا جاتا ہے اور وہ اشیاء کے شعور میں چوکس ہو جاتا ہے اس سے یہ ممکنات کا جواز اور محالات کا محال ہونا اور انجام کار کے اشارات کو پالیتا ہے -"(حوالہ بالا)

صبر عقل کا جوہر ہے:

علامہ ابن جوزیؒ اپنی کتاب ذم الھویٰ (جس کا اردو ترجمہ امداد اللہ انور نے کیا ہے) صبر کے متعلق فرماتے ہیں کہ صبر کی دو قسمیں ہیں(۱)مرغوب ' محبوب چیز سے بچنا (۲) ناپسندیدہ حکم پر عمل درآمد

کرنا۔ پس احکام خداوندی پر عمل کرنا بھی صبر ہے اور استعمال صبر پر وہ شخص قدرت رکھتا ہے جس کو خواہش نفسانی کے عیب اور صبر کے بہتر نتیجہ کا علم ہو اس وقت اس کو صبر کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک حسین و جمیل عورت دو مردوں کے سامنے سے گزری جب نگاہ نے اس کو دیکھنا چاہا تو ایک نے تواپنے نفس کا مجاہدہ کرتے ہوئے نظر جھکالی اور وہ لمحہ گزر گیا اور وہ بھول گیا۔ دوسرے شخص نے اس پر نظر ٹکا دی اپنا دل اس سے لگا لیا اور اس کی یہ ایک نظر اس کے لئے فتنہ اور بے دین ہونے کا سبب بن گئی۔ پس معلوم ہوا کہ گناہ سے توبہ کی طرف توجہ کی بجائے گناہوں سے بچنا زیادہ آسان ہے۔ حضرت حارث محاسبیؒ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک جوہر ہوتا ہے انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے (ص۵۸،ذم الھویٰ)

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عقل مند انسان اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کونسی حرکت اس کے لئے وبال جان بن سکتی ہے۔ گویا یہ بے وقوفی اور نادانی ہے کہ نامحرم کو گھور گھور کر دیکھا جائے اور نتیجتاً عشق میں گرفتار ہو کر شریعت کی تمام حدوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی آخرت برباد کی جائے۔

حضورﷺ نے فرمایا کہ عقل مند وہ ہے جو مرنے سے پہلے آخرت کی تیاری میں لگ جائے اور بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کے مطالبات پورے کرتا رہے اور اس کے باوجود اللہ سے اچھے گمان کی امید رکھے۔

ہمیں چاہئے کہ ایک عقل مند مسلمان کی حیثیت سے آخرت کی تیاری کریں اور ان چند روزہ مرغوبات زندگی کی طرف راغب ہو کر اپنا قیمتی

وقت برباد نہ کریں۔
ارشاد ربانی ہے۔
"لوگوں کے لئے مرغوبات نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمین۔ بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں حقیقت میں جو بہتر ٹھکانہ ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔" (سورۃ الاعمران۔ آیت ۱۴)
عقلمند خود کو ایسی لذت سے باز رکھتا ہے جس کے انجام میں عذاب ہو اور ایسی خواہش سے دور رکھتا ہے جو شرمندگی کو جنم دے، بس اتنی سی بات بھی عقل کی تعریف اور خواہش و عشق کی مذمت میں کافی ہے۔ (ص ۴۳۔ ذم الھویٰ)
کیا آپ دیکھتے نہیں کہ بچہ اپنی ضد پر ڈٹا رہتا ہے چاہے اس کا انجام تباہی ہو اور عقلمند خود کو ایسی خواہش سے باز رکھتا ہے (حوالہ بالا)
جانوروں پر انسان کی فضیلت کے لئے اتنی سی بات کافی ہے کہ جانور اپنی طبیعت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں ان کو انجام کی فکر نہیں ہوتی، جب ان کو غذا مل جائے کھا لیتے ہیں، جب گوبر اور پیشاب آئے کردیتے ہیں۔ لیکن آدمی عقل کے غلبہ کی وجہ سے ایسی حرکات نہیں کرتے۔ (حوالہ بالا)

عشق و محبت کے متعلق شرعی حکم

اگر آپ کسی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہیں تو آپ کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ آپ اس لڑکی یا عورت سے شادی کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس لڑکی یا عورت سے کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام ہے۔ مثلاً اس کو دیکھنا، بات چیت کرنا، خط لکھنا، فون پر باتیں کرنا، چیٹنگ کرنا یا پھر

اس کا خیال ذہن میں لا کر تسکین حاصل کرنا حرام ہے ۔ شریعت کی رو سے آپ کسی نامحرم لڑکی سے نکاح کئے بغیر اس قسم کے تعلقات استوار نہیں کرسکتے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر عشق ہو جائے تو اس کو (یعنی عاشق کو) عشق پر ملامت نہ کی جائے گی مگر اس کے بعد جو افعال اس سے صادر ہوتے ہیں اس پر ملامت کی جائے گی کیونکہ وہ اختیاری افعال ہیں۔ حتیٰ کہ اس کا (یعنی محبوب کا) تصور کرنا اور تصور سے لذت لینا یہ بھی فعل اختیاری ہے جس کا چھوڑنا واجب ہے (دین و دنیا، ص ۱۹۶)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ عشق ایک غیر اختیاری چیز ہے لیکن عشق ہو جانے کے بعد جو افعال عاشق سے سرزد ہوسکتے ہیں وہ اختیاری ہیں اور ان سب کا چھوڑنا اور صبر سے کام لینا اس پر واجب ہے۔

ابتلائے عشق کے بعد خود کو گناہ سے بچانے کا ثواب:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(ترجمہ)" جس نے (کسی سے) عشق کیا پھر اس کو اپنے (دل ہی دل میں)چھپایا اور پاکدامنی اختیار کی معشوق سے گناہ میں ملوث نہ ہوا اور اسی (عشق کی حالت) میں فوت ہوا تو وہ شہید کی موت مرا۔

یہ حدیث علامہ ابن جوزیؒ نے زم الھویٰ میں نقل کی ہے اس کتاب کے مترجم نے لکھا ہے کہ یہ حدیث جامع صغیر ہے (۸۸۵۳) اور فیض القدیر (ص ۱۸۰ جلد ٦) میں منقول ہے مذکورہ حدیث سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عشق میں مبتلا ہو جائے اور شادی نہ کرسکے تو اسے چاہئے کہ عشق کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرے اور ان افعال سے بچے

جن کی شریعت میں ممانعت ہے اگر وہ ایسا کرے اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ شہید مرے گا۔مسلمانوں کو چاہئے کہ عشق کو ایک بیماری کی طرح Treat کریں اور ان اسباب سے بچیں جو عشق کا باعث بنتے ہیں اگر کوئی عشق میں مبتلا ہوتو اسے چاہئے کہ اس کو اللہ تعالی کی ایک آزمائش سمجھے جس طرح کسی بیماری میں مبتلا ہونے پر سمجھا جاتا ہے۔

بعض دفعہ انسان ایسے شخص کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے نکاح کرنا تو در کنار نکاح کا سوچنا بھی حرام ہے مثلاً کسی ایسی لڑکی یا عورت سے عشق ہو جائے جو پہلے سے شادی شدہ ہے، وہ محرم ہے یا اس کی عمر بہت چھوٹی ہے مثلاً عاشق کی عمر چھبیس ستائیس سال ہے اور لڑکی کی عمر سات آٹھ سال ہے۔

اگر کوئی عورت یا لڑکی کسی مرد کے عشق میں مبتلا ہے تو اس مرد سے قریب ہونے کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ نکاح کا راستہ ہے ۔اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں اور بعض دفعہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا مثلاً یہ لڑکی یا عورت پہلے سے شادی شدہ ہے جس مرد سے عشق ہو گیا وہ محرم ہے یا پھر نابالغ ہے اس کے علاوہ عشق کی ایک انحرافی شکل بھی ہے یعنی ہم جنس سے عشق اب اگر کسی کو خدانخواستہ اس قسم کا عشق ہو گیا ہے تو اس کو تو ہر حالت میں صبر کرنا ہو گا اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا ،محبوب سے تسکین حاصل کرے گا تو سخت گناہ گار ہو گا۔ ہم جنس سے عشق بازی کرنا مخالف جنس سے عشق بازی کرنے سے کہیں بڑا گنا ہے ۔اور یہ عشق کی ایک انتہائی قبیح صورت ہے۔

پیچھے جو حدیث گزری ہے اس کے فائدہ میں مترجم لکھتے ہیں کہ اگر کسی کو کسی سے عشق ہو جائے تو وہ اس حدیث پر عمل کر کے شہادت کا درجہ حاصل کرے - احیاء العلوم کی شرح اتحاف السادہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کام کے انعام میں جنت میں داخل فرمائیں گے - اس حالت میں وفات کو شہادت کا درجہ اس لئے دیا گیا ہے کہ جس طرح سے مسلمان خود کو لذات سے مستغنی کر کے کافر کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادیتا ہے اسی طرح عاشق عشق شدید کو دبا کر اللہ کے فرمان کے مطابق اس کے نتیجہ بد سے کنارہ کش رہتا ہے (۱۶۹، ذم الھویٰ)

ہم اس بات سے تو بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ محبت Sex کے زیر اثر ہوتی ہے - اسی لئے جو باتیں سیکس پیدا کرتی ہیں وہی محبت کا سبب بھی بنتی ہیں- مثلاً کسی کو دیکھ کر سیکس کا چڑھنا یا شہوت کا سر اٹھانا ایک فطری بات ہے اس ہی طرح محبت کا حملہ بھی ایک فطری چیز ہے لڑکے اور لڑکی کی زندگی میں بیشمار دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ کسی کو دیکھیں تو ان پر شہوت حملہ آور ہونے لگتی ہے- ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ شہوت پوری کرنے کا واحد ذریعہ نکاح ہے- کیا ہر لڑکا یا لڑکی اس لڑکی یا لڑکے سے شادی کر لیتے ہیں جس کو دیکھ کر ان میں شہوت سر اٹھائے؟

اس سوال کا جواب یقیناً نہیں میں ہو گا- ایسا ہونا قطعاً ناممکن ہے - جس طرح سیکس کے پیدا ہونے پر ہم صبر سے کام لیتے ہیں اسی ہی طرح اگر محبت ہو جانے پر ہم صبر سے کام لیں تو محبت سے متعلق تمام مسائل

حل ہوسکتے ہیں۔
علامہ ابن جوزیؒ اس ہی مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ جب دانا آدمی کو اس کا علم ہے کہ خواہش نفسانی عمومی طورپر پیش آتی رہتی ہے (یعنی محبت اور شہوت اکثر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں) اس لئے اس کو ایسے وقت میں لازم ہے کہ وہ ایسے موقعہ پر عقل کی عدالت سے فیصلہ حاصل کرے وہ اس کو دائمی فوائد کے حصول کا مشورہ دے گا اور خواہشات نفس سے احتیاط کا حکم کرے گا اس طرح سے اس کو شر سے بچنا یقینی ہوسکے گا (ص ۴۳، ذم الھویٰ) یعنی عقل اس کو یہ مشورہ نہیں دے گی کہ محبت ہو جانے کی صورت میں اپنی آخرت برباد کرلی جائے بلکہ وہ صبر کی طرف اس کی رہنمائی کرے گی۔

نظر کا فتنہ:

عشق و محبت کی ابتداء نظر سے ہوتی ہے حضرت اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دیہاتی سے پوچھا تم کچھ محبت کی حقیقت کا ذکر کرو؟ تو اس نے کہا، کہ محبت ایک ایسا پودا ہے اس کا بیج دیکھنا اور اس کا پانی باربار دیکھنا ہے اور اس کی پرورش وصال ہے، اس کی کمی علیحدگی ہے اور اس کا نتیجہ گناہ ہے اور خدا کی نافرمانی اور جنون ہے۔(ص ۲۵۴، ذم الھویٰ)، عشق مجازی سے بچنے کا ایک بہترین حل یہ ہے کہ اگر آدمی اپنی نظروں کی حفاظت کرے تو وہ بڑے بڑے گناہوں اور آزمائشوں سے بچ جاتا ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نامحرموں کو دیکھنا ہے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اے علیؓ (نامحرم کو) ایک بار دیکھنے کے بعد (دوبارہ قصداً) مت دیکھ کیونکہ یہ زہر آلود تیر ہے جو دل میں شہوت

کو بھڑکاتا ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ جب پہلی ہی نظر میں نگاہ کو پابند کرکے اللہ کے احکام کی پابندی کرلیں گے تو بے شمار آفات سے نجات حاصل ہوگی اور اگر باربار بدنگاہی میں مبتلا ہونگے تو نظر نے جو کچھ دل میں تخم ریزی کی ہوگی اس کو نیست و نابود کرنا بہت مشکل ہو جائے گا جب بد نگاہی ہو جائے تو اس کی گہرائی میں نہ جائیں اس کے نتائج بد کی فکر کریں اور اللہ کا خوف دل میں لائیں (ص ۹۲، ذم الھویٰ)

بدنگاہی سے بچنے کے اہتمام میں مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اب ہم کو اپنے حالت دیکھنی چاہئے کہ ہمارے اندر اس مصیبت سے بچنے کا کتنا اہتمام ہے میں دیکھتا ہوں کہ شاید ہزاروں میں سے ایک اس سے بچا ہوا ہو۔۔۔

شیطان بہکاتا ہے کہ جیسے کسی پھول، اچھے کپڑے، اچھے مکان وغیرہ کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے ایسے ہی اچھی صورت دیکھنے کو بھی جی چاہتا ہے سو یہ بالکل دھوکہ ہے۔

آگے فرماتے ہیں یاد رکھو رغبت کی مختلف النواع ہیں جیسے رغبت پھول کی طرف ہے ویسی انسان کی طرف نہیں (ہوتی) اچھے کپڑوں کو دیکھ کر یہ جی نہیں چاہتا کہ ان کپڑوں کو گلے لگا لوں۔

(خطبات حکیم الامت۔اصلاح ظاہر ص ۲۴۱)

محبوب کے پاس چل کرجانا:

محبوب کے پاس قدم قدم چل کر جانا ملاقات کی وجہ سے تکلیف دہ ہے یہ ہر قدم گناہ میں لکھا جائے گا۔(ص ۲۵۴۔زم الھویٰ)

محبوب سے باتیں کرنا:

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ تم ذرا یہ بھی سوچو کہ تم محبوب سے جتنی باتیں کرتے ہو ان کے بارے میں بھی تمؒ سے حساب ہو گا۔(ص ۲۵۵)

سخت عذاب کی وعید:

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔

”جس شخص نے کسی عورت یا لونڈی پر قدرت پائی اور اس سے گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو حرام کردیتے ہیں اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ جس نے کسی عورت کو حرام نظر سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں میں آگ بھریں گے پھر اس کو آگ میں داخل کرنے کا حکم فرمائیں گے۔ اور جس نے کسی عورت سے حرام کا مصافحہ کیا وہ جب قیامت میں پیش ہو گا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہونگے پھر اس کو دوزخ میں(لے جانے کا) حکم دیا جائے گا۔ اور جس شخص نے (اجنبی عورت سے) دل لگی کی اس کو ہر کلمہ کے بدلہ میں جو اس عورت سے بولا تھا دنیا کے ہزار سال کے برابر(دوزخ میں) قید کیا جائے گا اور جس عورت نے مرد کے ساتھ حرام پر اتفاق کیا اور مرد اس کے پاس گیا یا اس کا بوسہ لیا یا اس سے مباشرت کی یا اس سے دل لگی کی یا زنا کیا تو اس عورت پر بھی اتنا ہی گناہ ہے جتنا مرد پر ہے۔(ص ۱۱۲۔۱۱۱ ازم الھویٰ)

جو لڑکے لڑکیاں کھلے عام افیئرز چلاتے ہیں اور ایک دوسرے سے باتیں کر کے دل لگی کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ اس حدیث پر غور کریں اور اپنی آخرت کا خیال کریں۔

اجنبی لڑکی یا عورت کے ساتھ تنہائی حرام ہے:

آج کل کے لڑکے لڑکیاں تنہاء ایک دوسرے کے ساتھ رہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اس بات کو گناہ سمجھنے کی بجائے ایک فیشن کے طور پر لیا جاتا ہے اور ان کے خیال میں یہ کوئی بری بات نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ جس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو تنہائی اختیار نہ کرے ورنہ یا مزد گناہ کا ارادہ کر بیٹھے گا یا عورت۔ عرض کیا گیا اے رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ دونوں نیک، بزرگ بھی ہوں؟ فرمایا اگرچہ وہ مریم بنت عمران (حضرت مریم علیہ السلام) اور حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہ السلام بھی کیوں نہ ہوں (زم الھویٰ)

حضرت میمون بن مہرانؓ فرماتے ہیں کہ تین چیزوں میں اپنے آپ کو کبھی مبتلا نہ کرو۔ جس میں سے ایک یہ ہے کہ اجنبی عورت کے پاس نہ جائو اگرچہ تم کہو کہ میں اس کو قرآن پاک کی تعلیم دوں گا، محبوب سے تنہائی میں ملنا اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں گناہ میں مبتلا ہو جانے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔

خواہشات نفس کی مذمت: انسان یہ فکر کرے کہ وہ من پسند خواہشات کی تکمیل کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ انسان اس بات کی فکر کرے کہ عشق و شہوت کے چکر میں وہ کتنے فضائل سے محروم ہو جاتا ہے اور کتنے گناہ سمیٹ لیتا ہے۔

حضرت ابو برزہ سلمیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑی خطرہ کی چیز جس کے بارے میں میں تمہارے لئے ڈر رہا ہوں تمہارے پیٹ اور شرمگاہ کی گمراہ خواہشات ہیں اور اتباع نفس کی گمراہیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔
جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اس کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے (سورۃ اعراف)

عشق کا علاج:

نکاح کرلینا عشق کا بہترین علاج ہے ۔ یہ عشق کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور حرام سے بچاتا ہے ۔ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ اے گروہ نوجوانان! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کرلے کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے ۔ اور جس جوان میں نکاح کی ہمت نہیں (یعنی بیوی کی ضروریات پوری نہیں کرسکتا) تو وہ روزے رکھے اس کے لئے (گناہ) سے دور رہنے کا (ذریعہ) ہیں۔
حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا "جو نوجوان شروع جوانی میں شادی کرلیتا ہے تو شیطان اس پر واویلا کرتا ہے کہ ہائے اس پر افسوس اس نے مجھ سے اپنا دین محفوظظ کرلیا۔
جو شخص کسی کی محبت کا شکار ہے اور وہ شادی کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ اپنے محبوب سے شادی کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ شادی کرنا جائز ہے اور اگر اس سے شادی کرنا ممکن نہ ہو تو کسی اور سے نکاح کرلے ایسا کرنے سے عشق ٹھنڈا پڑ جائے گا۔
حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھا کرتی ہے پس جب تم میں سے کوئی شخص کسی (اجنبی) عورت کو دیکھ لے اور وہ اس کو ہیجان میں ڈال دے تو وہ شخص اپنی بیوی کے پاس چلا جائے (اور اس سے جماع کرلے) کیونکہ یہ طریقہ اس کے نفس میں

موجود(شہوت) کو ٹھنڈا کردے گا(ص ۹۳،زم الھویٰ)

علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ عشق کے ظاہری علاج میں ایک کثرت جماع بھی ہے اگرچہ غیر محبوب(بیوی) سے ہواس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حرارت کو کم کرتا ہے جس سے عشق پروان چڑھے۔چنانچہ جب فطری حرارت ضعیف ہوگی تو فتور حاصل ہوگا دل میں ٹھنڈک ہوگی اور عشق کے شعلے ماند پڑ جائیں گے(ص ۲۷۳،زم الھویٰ) اور ایک علاج یہ ہے کہ بیماروں کی عیادت کرے جنازوں کے ساتھ جائے، قبروں کی زیارت کرے، مُردوں کو دیکھے، موت اور اس کے بعد کی حالات کی فکر کرے، یہ سب خواہش کی آگ کو بجھا دیں گے جیسا کہ گانا سننے اور لہو لعب سے اس کو تقویت ہوتی ہے۔(حوالہ بالہ)

محبوب سے قریب رہنے اور اس کو دیکھنے سے عشق قوی ہو جاتا ہے اس لئے اگر کوئی عشق میں مبتلا ہو تو اسے چاہئے کہ محبوب سے دور رہے جیسا کہ شریعت میں حکم ہے۔اس کو نہ دیکھے کیونکہ نامحرم کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے اور اس کا خیال تک دل میں نہ لائے۔جب تک انسان اپنے محبوب سے قریب رہتا ہے اور اس کا خیال دل سے نکالنے کی کوئی شعوری کوشش نہیں کرتا تب تک عشق پروان چڑھتا رہتا ہے۔

عشق کا بہترین علاج:

تم عشق کی اور محبوب کے نظارہ کی لذت کے وقت موت کی کڑواہٹ کو یاد کرلیا کرو جس کا آنحضرت ﷺ نے "لذات کو شکست دینے والی" رکھا ہے۔اور حالت نزع کی سختی کو یاد کرلیا کرو، اور ان مُردوں کے بارے میں غور کرو جو اپنے کئے ہوئے اعمال بد کی سزا بھگتنے کے لئے قید ہیں،ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو اپنے کسی گناہ کو مٹا سکے

اور نہ کوئی ایسا ہے جو اپنی کسی نیکی کا اضافہ کرسکے پس اے آزادی پسند تو (بھی بے کار راستہ میں) سر گرداں نہ ہو۔(ص۲۵۷،زم الھویٰ)

محبت سے چھٹکارا

ہمارے پیر و مرشدد مولانامفتی محمد اسماعیل طورو محبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے مندر جاذیل طریقے بتاتے ہیں:

(۱)محبوب کے ساتھ بولنا بند کیا جائے۔

(۲)اسے دیکھنا بند کیا جائے۔

(۳)ذہن کو دوسری طرف مصروف کیا جائے۔

(۴)اس کی طرف نہ جایا جائے۔

(۵)خوش رہنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے۔

(۶)دینی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔حکیم اختر کی کتاب "روح اوراس کی بیماریوں کا علاج" سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

حالت اضطراری کا حکم:

استمناء بالید یعنی ہاتھ سے منی کا اخراج کرنا ایک حرام فعل ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سات طرح کے لوگ جن کی طرف اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے اور انہیں سب سے پہلے جہنم میں داخل کریں گے ان بد نصیب انسانوں میں سے ایک وہ شخص ہو گا الناکح یدہ اپنے ہاتھ سے نکاح (مشت زنی) کرنے والا۔اس فعل کی اگر کہیں گنجائش ہے بھی تو حالت اضطراری میں ہے یعنی اگر کسی غیر شادی شدہ شخص پر شہوت شدت کے ساتھ حملہ آور ہو جائے اور اس کے زنا یا لوطت میں پڑ جانے کا خوف لاحق ہو تو اگر ایسا شخص اپنے ہاتھ

سے منی کا اخراج یعنی استمناء بالید کرلے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس پر گناہ نہ ہوگا کیونکہ ایک بڑے گناہ سے بچنے کے لئے اس نے ایسا کیا یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ استمنا بالید کے وقت خیالوں خیالوں میں ہی کسی کا تصور کر کے تسکین حاصل کرنا سخت گناہ ہے۔ اگرچہ حالت اضطراری میں استمنا بالید کی اجازت ہے لیکن اس بات کی قطعاً اجازت نہیں کہ آپ کسی کا خیال دل میں لا کر تسکین حاصل کریں۔ استمنا بالید کا فعل آپ کی اپنی ذات تک محدود رہے تو امید کی جاسکتی ہے کہ آپ پر گناہ نہ ہوگا۔ کسی کو دیکھ کر یہ فعل کرنا، کسی کی تصویر دیکھ کر یا پھر فلم وغیرہ چلا کر اس فعل کو انجام دینے کی کوئی اجازت نہیں کیونکہ اس طرح بات آپ کی ذات تک محدود نہیں رہتی۔ کیا آپ کسی کو اجازت دیں گے کہ وہ آپ کو خیالوں میں لا کر استمنا بالید کرے؟ اسی طرح بوس و کنار کرنا یا جسم سے جسم ٹچ کر کے یا چھو کر تسکین حاصل کرنا بھی زنا کے مترادف ہے۔ اور اگر اپنے ہم جنس سے یہ حرکت کی جائے تو گناہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر مرد مرد کے پاس شہوت پوری کرنے آتا ہے تو وہ دونوں زنا کار ہیں اور اگر اسی طرح عورت عورت کے پاس شہوت پوری کرنے کے لئے آتی ہے تو وہ دونوں زنا کار ہیں۔ حضور ﷺ نے اس بات سے بھی روکا ہے کہ دو مرد یا دو عورتیں ایک بستر میں سوئیں۔ ارشاد ہے کہ ہرگز ہرگز مرد کسی مرد کے ساتھ، اسی طرح کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف باپ اور اس کی اولاد کے لئے اس کی اجازت ہے (ابو دائود)

چند سوالات:

عشق بازی اور محبت کو جائز قرار دینا شریعت اور عقل کے خلاف ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ عشق کرنا جائز ہے اور شریعت کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں تو پھر میں آپ سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ اگر یہ چیز جائز ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں تو کیا آپ اپنی سگی بہن کو کسی لڑکے کے ساتھ عشق کرنے کی اجازت دیں گے؟ کیا آپ یہ برداشت کریں گے یا کریں گی کہ آپ کی ماں کسی سے عشق کرے؟ آپ کا باپ کسی پر عاشق ہو جائے؟ آپ کی بیٹی سے کوئی لڑکا عشق رچائے؟ یا آپ کی بیوی پر کوئی عاشق ہو؟ آپ کا شوہر کسی دوسری عورت کا عاشق ہو جائے؟

اگر ان سوالات کا جواب نہیں میں ہے تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ عشق کرنا جائز ہے آپ جس لڑکی سے عشق کر رہے ہیں وہ بھی تو آخر کسی کی بہن ہے اگر آپ کی بہن کے ساتھ کوئی ایسا کرے تو آپ برداشت نہیں کریں گے۔

عاشق کے خط کا جواب:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ابھی ایک شخص کا خط آیا وہ بیچارے ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہیں وہ مختلف لوگوں کی طرف رجوع کر چکے تھے کسی نے ان کو وظیفہ بتا دیا کسی نے کوئی عمل بتا دیا اور زیادہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ اور سخت پریشان ہو کر انہوں نے میری طرف خط لکھا تو گو میں محقق نہیں ہوں لیکن الحمد للہ محققین کی زیارت کی ہے۔ ان کی طفیل سے میری سمجھ میں آگیا میں نے ان کو لکھا تمہاری یہی ہوس بیجا ہے کہ یہ مرض زائل ہو اگر نہیں زائل ہوتا نہ ہو محبوب حقیقی کو جب یہی منظور

(ختم)

(ختم)

ہے تو تم کون ہوتے ہو کہ اس کو زائل کرو۔ ہاں اگر جو عمل تمہارے اختیار میں ہے وہ کرو یعنی معیصت (گناہ) مت کرو عفت یعنی (پاکیزگی) اختیار کرو۔ اپنے مقصد (ارادہ) سے اس سے بات مت کرو، اس کو مت دیکھو اس کی باتیں کسی دوسرے سے مت سنو اور اس کا خیال اور ارادہ بھی مت کرو کہ یہ خیال دل سے نکلے، دیکھو اگر خدا تعالیٰ تمہاری آنکھیں پھوڑ دے تو آخر اندھے ہی رہو گے بس اس کو بھی ایسے ہی سمجھ لو، اللہ تعالیٰ کو بہت سے مصالح اور حکم کی وجہ سے تم کو اس مرض میں دیکھنا منظور ہے تو اگر اس مرض میں مر جائو تو شہید مرو گے اس لئے کہ حدیث میں آیا کہ جو شخص عاشق ہوا پس عفت اختیار کرے اور عشق کو چھپائے اور مر جاوے تو شہید ہے۔(ص ۱۳۵۔۱۳۴ اصلاح باطن خطبات حکیم الامت)

آخر میں میں اس دعا کی ساتھ اپنی کتاب کا اختتام کرتا ہوں

ربنا لاتذغ قلوبنا بعداز ھدیتنا و ھب لنا من لدنك رحمته انك انت الوھاب۔(آل عمران۔۸)

ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا نہ کیجئے، جبکہ آپ ہمیں پہلے ہدایت دے چکے ہیں اور ہمیں خاص اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے بے شک آپ بہت عطا کرنے والے ہیں۔(آمین)